سوال

(21)چھوٹا گاؤں جس میں جمعہ درست نہیں اس کی کیا تعریف ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چھوٹا گاؤں جس میں جمعہ درست نہیں اس کی کیا تعریف ہے ۔ اور بڑا گاؤں جس میں جمعہ درست ہے ، وہ کتنے آدمیوں کا ہوتا ہے اور اگر چھوٹے گاؤں میں پڑھیں تو پھر ظہر پڑھنا ضرور ہے یا نہیں اور بڑے گاؤں میں جمعہ کے بعد ظہر پڑھیں یا نہیں ؟ بینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ جمعہ پڑھنے کے لیے کسی خاص قسم کی بستی ہونے کی ضرورت نہیں ، کیوں کہ یہ بات کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے بلکہ شرعی دلیل سے یہ ثابت ہے کہ جمعہ کا پڑھنا ہر جگہ فرض ہے ، خواہ شہر ہوں یا گاؤں اور خواہ بڑا گاؤں ہو یا چھوٹا گاؤں ، چنانچہ قرآن شریف میں ہے :

{ يا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يوم الجمعة فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ }

یعنی اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جاوے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو ، ظاہر ہے کہ اس آیت میں جناب باری تعالیٰ نے عام طور پر ہر مسلمان کو فرمایا کہ جمعہ کے دن جمعہ کی اذان ہو ، تو لوگ فوراً حاضر ہوں ۔ لہٰذا اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جمعہ کے لیے کسی قسم کی بستی ہونے کی ضرورت نہیں ، ہاں البتہ حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کے لیے اس قدر آدمی ہونے چاہئیں کہ جماعت ہو جاوے چنانچہ منتقی میں ہے :

عن طارق بن شہاب عن النبی ﷺ قال الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او امراة او صبی او مریض رواه ابوداؤد انتہی ۔ مختصرا ۔

یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے ، مگر چار شخص غلام ، مملوک ، عورت اور لڑکا ، اور مریض ، یعنی ان چار شخصوں پر نماز جمعہ فرض نہیں ، پس جمعہ کے لیے اتنے آدمی ہونے چاہئیں کہ جن سے جماعت ہو جاوے اور جماعت کے لیے کم از کم وہ شخص ہونا چاہیے ، نیل الاوطار میں ہے :

واما الاثنان فبانضمام احدهما الی الآخر یحصل الاجتماع وقد اطلق الشارع اسم الجماعة علیهما فقال الاثنان فما فوقهما جماعة کما تقدم فی ابواب الجماعة ۔

خلاصہ یہ کہ دو شخصوں سے جماعت ہو جاتی ہے ، اب آیت اور حدیث دونوں کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمعہ کے لیے کسی خاص قسم کی بستی ہونے کی ضرورت نہیں ، بلکہ بقدر جماعت آدمی ہونے چاہئیں جس کا کم سے کم درجہ دو عدد ہے ، لہٰذا ان دلیلوں کے بموجب اگر کوئی ایسی بستی ہو کہ اس میں صرف دو ہی مسلمان ہوں تو ان پر بھی جمعہ فرض

ہے۔ ہاں البتہ حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لیے مصر یعنی شہر کا ہونا شرط ہے اوراس کے ثبوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے لاجمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الافی مصر جامع لیکن واضح ہوکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے جمعہ کے لیے مصر کا ہونا ہر گز ثابت نہیں ہوتا اور خود حنفیہ کے اصول و قواعد کی رو سے بھی ثابت نہیں ہوتا، اس واسطے کہ آیت قرآن اوراحادیث صحیحہ مرفوعہ اس قول کی صاف نفی کرتی ہیں، کیوں کہ آیت واحادیث مرفوعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحت جمعہ کے لیے مصر کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر مقام میں اقامت جمعہ صحیح و درست ہے، مصر ہو خواہ مصر نہ ہو، اور حنفیہ لکھتے ہیں کہ جب حدیث مرفوع صحابی کے کسی قول کی نفی کرے، یعنی صحابی کا قول حدیث مرفوع کے خلاف ہو، تو وہ قول حجت نہیں ہے۔ فتح القدیر میں ہے (۱) قول الصحابی حجۃ فیجب تقلیدہ عندنا اذالم ینفہ شیٔ اٰخر من السنۃ انتھی۔ بناء علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مذکور حجت نہیں ہوسکتا، لہٰذا اس قول سے جمعہ کے لیے مصر کا شرط ٹھہرانا خود حنفیہ کے اصول سے بھی باطل ہے، اور جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا ہر گز جائز نہیں ہے کیوں کہ کسی دلیل شرعی سے جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا ثابت نہیں اور جو لوگ جمعہ کے بعد ظہر پڑھنے کے قائل ہیں، وہ یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ دیہاتوں میں جمعہ کے فرض ہونے میں شک ہے اس وجہ سے احتیاطاً ظہر پڑھ لینا چاہیے، سو یہ وجہ بالکل غلط اور باطل ہے کیوں کہ قرآن واحادیث سے دیہات اور غیر دیہات میں جمعہ کا فرض ہونا نہایت صاف اور صراحت کے ساتھ ثابت ہے اوراس میں کسی قسم کا ذرا بھی شک وشبہ نہیں، پس جمعہ کے بعد ظہر کو جائز بتانا بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ ابو محمد عبدالحق اعظم گڑھی عفی عنہ ۹ ذی قعدہ ۱۳۱۶ئ۔

سید محمد نذیر حسین

ھوالموفق

فی الواقع قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام میں اقامت جمعہ درست ہے۔ چھوٹے اور بڑے گاؤں کی تفریق نہیں آتی ہے کہ بڑے گاؤں میں تو جمعہ درست ہو اور چھوٹے گاؤں میں نادرست بلکہ ہر جگہ اور ہر گاؤں میں خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو اقامت جمعہ درست ہے، اور علمائے حنفیہ جمعہ کے درست ہونے کے لیے جو مصر کا ہونا شرط لکھتے ہیں سو ان کی یہ بات بالکل بے دلیل ہے اور ساتھ اس کے مصر کی تعریف میں انہوں نے بڑا ہی اختلاف کیا ہے، کوئی مصر کی تعریف کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ اوران کی تعریفات متخالفہ و متناقضہ میں سے کوئی تعریف بھی نہ لغت سے ثابت ہے اور نہ قرآن وحدیث سے بلکہ فقہائے حنفیہ نے محض اپنی اپنی رائے سے لکھی ہیں اور جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا ہر گز جائز نہیں نہ چھوٹے گاؤں میں اور نہ بڑے گاؤں میں اور نہ کسی اور مقام میں، رسالہ تحقیقات العلیٰ میں مرقوم ہے کہ نماز جمعہ فرضِ عین ہے۔ فرضیت ظہر اس سے ساقط ہوجاتی ہے۔ اس لیے کہ صلوٰۃ جمعہ قائم مقام صلوٰۃ ظہر ہے پس جس شخص نے ظہر احتیاطی ادا کی اس نے ایک صلوٰۃ مفروضہ کو دوبار ایک دن، ایک وقت میں بلا اذن شارع ادا کیا اور یہ ممنوع ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ (۱) لا تصلوا صلوۃ فی یوم مرتین رواہ احمد وابوداوٗد والنسائی۔ پس جب جمعہ بالکل قائم مقام ظہر کے ہوا تو اب جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا جائز نہ ہوا اور کسی سلف صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین اور محدثین رحمھم اللہ سے یہ ظہر احتیاطی منقول نہیں، نہ ان میں سے کسی نے پڑھا اور نہ پڑھنے کا حکم دیا، بلکہ یہ ظہر احتیاطی بدعت ومحدث فی الدین ہے۔ پڑھنے والا اس کا عاصی واثم ہوگا، کیوں کہ یہ ایک بدعت نکالی گئی ہے۔ دین میں بعض متاخرین حنفیہ نے اس کو نکالا ہے، جیسا کہ بحر الرائق میں ہے (۲) وقد افتیت مرارا بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ ظھر خوف اعتقادھم عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا اور بھی بحر الرائق میں ہے (۳) لھذا طال فی فتح القدیر فی بیان دلائلھا ثم قال انما اکثرنا فیہ نوعا من الاکثار لما تسمع من بعض الجھلۃ انھم ینتسبون الی مذھب الحنفیۃ عدم افتراضھا رالی قولہ اقول قد اکثر ذلک من جھلۃ زماننا ایضا ومنشاء جھلھم صلوٰۃ الاربع بعد الجمعۃ بنیۃ الظھر وانما وضعھا بعض المتاٗخرین عند الشک فی صحۃ الجمعۃ بسبب روایۃ عدم تعددھا فی مصر واحد ولیست ھذہ الروایۃ بالمختارۃ ولیس ھذا القول اعنی اختیار صلوٰۃ الاربع بعدھا مرویا عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ انتھی کلامہ۔ پس مرد متبع سنت وہ ہے جو کہ اس بدعت ومحدث فی الدین کی بیخ کنی کرے اور لوگوں کو اس ظہر احتیاطی کے پڑھنے سے روکے، انتہیٰ ما فی تحقیقات العلیٰ مختصراً۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمن (۴) المبا کفوری عفا اللہ عنہ

فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ ۵۷۷

[فتاویٰ علمائے حدیث](#)

جلد 04 ص 64-66

محدث فتویٰ